شمارہ: 33

ماہانہ خبرنامہ

انجمن خدّام القرآن

سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

اکتوبر 2021ء بمطابق ربیع الاول 1443ھ

فرمان الٰہی و فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اداریہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق

نفاذِ شریعت

گھریلو جھگڑوں کے اسباب وتدارک

آئینہ رومی رحمۃ اللہ علیہ

انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری تدریسی سرگرمیاں

شعبہ سمع وبصر

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

مرکزی دفتر B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ روڈ بلاک 6، گلشن اقبال کراچی۔ فون نمبر: 7-021-34993436

فرمان الٰہی

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (سورۃالاعراف:157)

ترجمہ:

اور جو اتباع کریں گے رسول امی ﷺ کا۔ جسے پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ انہیں نیکی کا حکم دیں گے تمام برائیوں سے روکیں گے اوران کے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کریں گے اور حرام کریں گے ان پر تمام ناپاک چیزوں کواوران سے اتاریں گے وہ بوجھ اور طوق جو ان کی (گردنوں) پر پڑے ہوں گے۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائیں گے اور آپ کی تعظیم اور آپ کی مدد کریں گے اور پیروی کریں گے اس نور کی جو آپ کے ساتھ نازل کیا جائے گا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

تشریح:

نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق اور آپ ﷺ کے اتباع کے حوالے سے یہ انتہائی اہم آیت مبارکہ ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کے فرائض منصبی اور پھر نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادوں کا ذکر ہے یعنی وہ نبی امی ﷺ جن کی بشارات تورات میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی، جب تشریف لائیں گے تو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے، طیبات کو حلال کریں گے خبائث کو حرام کریں گے اور بے جا اور خود ساختہ پابندیوں کے جو طوق معاشرے میں پڑ جاتے ہیں جن سے کہ ایک غریب آدمی کی زندگی انتہائی دشوار ہو جاتی ہے ان طوقوں اور بوجھوں سے انسانیت کو آزاد کریں گے اور اس آیت میں نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی شرائط کا ذکر ہے اس میں پہلی شرط آپ پر ایمان ہے اور اس ایمان کا تقاضا آپ کی کامل اطاعت اور آپ سے شدید تر محبت۔ دوسری شرط آپ ﷺ کی عزت، ادب و احترام جو کہ لازمی تقاضا ہے آپ کی اطاعت اور آپ سے محبت کا اور تیسری شرط آپ کی مدد یعنی آپ کے مشن میں آپ کے مقصد بعثت یعنی اقامت دین کی جدوجہد میں آپ کا دست و بازو بننا اور چوتھی بات جو کہ راستہ ہے اقامت دین کی کٹھن منزل کی تکمیل کا کہ دین کے غلبہ کی تکمیل قرآن حکیم یعنی وہ نور جو آپ پر نازل کیا گیا اس کے ذریعہ سے ہوگی جو یہ چار شرائط پوری کر دیں گے ان کے لیے خوشخبری دی گئی کہ یہ فلاح پانے والے ہیں۔

(بیان القرآن: ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

فرمان نبوی ﷺ

لا یُؤمِنُ أحدُکُم حتّٰی یکونَ ھواہُ تَبَعًا لما جئتُ بہِ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:

”تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش نفس تابع نہ ہو جائے اس چیز کے جو میں لے کر آیا ہوں۔

تشریح:

یعنی جو احکام اور شریعت حضور (ﷺ) لے کر تشریف لائے ہیں' اگر کوئی شخص ایمان رکھتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس سب کچھ کو تسلیم کر کے اس پر عمل کرنا ہو گا۔

(بیان القرآن: ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد علیہ رحمۃ اللہ

ایمان و عمل لازم و ملزوم

اداریہ

قارئین محترم!　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امیدِ وافر بذاتِ غافر ہے کہ خبر نامہ انجمن ماہِ اگست 2021 کا یہ شمارہ آپ کو، آپ کی اور آپ کے اہل خانہ کی سلامتی صحت اور ایمان کی بہترین کیفیت کے ساتھ موصول ہوگا۔ آمین

قارئین محترم! اصلاح کے کام کی دو سطحیں ہیں اور دونوں ہی ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ فرد اپنی اور دیگر افراد کی اصلاح کے لیے کوشاں ہو، دوسرا یہ کہ وہ اجتماعی نظام کی اصلاح کے لیے فکر مند ہو اور اس کی جدوجہد میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا کرے۔ اگر افراد غلط نظریات اور اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہیں تو ملک کا نظام بھی انارکی کا شکار ہوگا کیوں کہ یہ نظام انسان ہی چلاتے ہیں، انسان اگر اچھے ہوں تو وہ خراب نظام کی خرابیوں پر قابو پالیں گے جبکہ برے انسان اچھے نظام کو بھی تباہ کردیں گے۔

اسی طرح اگر نظام صحیح ہے تو اس نظام کے پیدا کردہ افراد بھی صحیح ہوں گے، حکومت صحیح طریقوں سے چل رہی ہے، معیشت صحت مند بنیادوں پر استوار ہے، تعلیمی نظام ٹھیک طریقے سے کام کر رہا ہے اور ثقافتی ادارے خیر اور بھلائی کی اقدار کو فروغ دے رہے ہیں، تو ایسے نظام کے تحت انسان اخلاقی بگاڑ کا شکار نہیں ہوں گے اور اصلاح پذیر ہوتے چلے جائیں گے، انہیں خود نیکیوں پر کاربند ہونے اور نیکیوں کو پھیلانے میں ایک روحانی قوت حاصل ہوگی۔ اس کے برخلاف اگر نظام برا ہوگا تو اچھے لوگوں کی اولاد بھی بگڑ جائے گی اور خود اچھے لوگ بھی برے نظام کے ساتھ مصالحت کرکے اپنی نیکی کا سودا کرلیں گے۔ ایمان کی حرارت سرد پڑنے لگے گی، کیوں کہ ماحول انسان پر بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اسی لیے خالق کائنات نے انسان کو توجہ دلائی ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ "اے اہلِ ایمان! اللہ سے ڈرتے رہو اور راستبازوں کے ساتھ رہو۔" (سورۃ التوبہ: 119)

اصلاح کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ باعمل اور باایمان افراد منظم ہوں، جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو، جنہوں نے ایمان کو اس کی اصل کیفیت کے ساتھ سمجھا ہو، اس لیے کہ ایمان اگر اپنی اصل روح کے ساتھ دل میں جاگزیں ہوگا تو اس کا لازمی اثر انسان کے اعمال میں ظاہر ہوگا۔ یوں تو ہر انسان خطا کا پتلا ہے، اس کے جسم میں شیطان خون کی طرح دوڑ رہا ہے، اس کا نفس اسے ہر وقت بہکا رہا ہے، اس کے باوجود اس دنیا میں اچھی تعداد نیک انسانوں اور نیکی چاہنے والوں کی ہے۔ ہمیں انہیں نیک لوگوں کو منظم کرنا ہے، تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی میں پرونا ہے۔ خطاکاروں اور سیدھی راہ سے بھٹکے ہوئے افراد سے نفرت نہیں کرنا بلکہ انہیں اپنے قریب لانا ہے تاکہ ہم ان کی اصلاح کرسکیں۔ معاشرہ کی اصلاح کی کوشش کرنے والے انسان کو حلیم الطبع ہونا چاہیے، مستقل مزاج ہونا چاہیے، عفو و درگزر اور برداشت کا مادہ ہونا اس مقصد اعلیٰ کا اہم تقاضا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارے لیے خود احتسابی کرتے رہنا بھی لازمی ہے۔ ہمیں اپنی نجات کی فکر دوسروں کی نجات کی فکر سے بڑھ کر کرنی چاہیے۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنی چاہیے کہ انسان اپنی طاقت، فراست اور ذہانت کی بنا پر نہ نیک بن سکتا ہے اور نہ نیکی کی راہ کا داعی بن سکتا ہے، یہ محض اللہ کی طاقت اور اس کا فضل و کرم ہے جس کی توفیق سے اچھے کام انجام پاتے ہیں۔۔ اللہ کی مضبوط رسی کو تھام کر ہی ہم بڑے سے بڑے ہمالیہ کو سر کرسکتے ہیں۔ ضرورت صرف اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ اور مستقل مزاجی کو اپنے لیے عصائے کلیم بنانا ہے۔

والسلام

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیرِ تعلیم، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

نبی اکرم ﷺ کے حقوق

عاطف محمود

(ناظم تعلیم قرآن اکیڈمی یٰسین آباد)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں ان میں سے ایک اہم اور بڑا احسان یہ ہے کہ ہمیں اپنی محبوب ترین ہستی نبی اکرم ﷺ کی اُمت میں پیدا فرمایا کہ جس کا اُمتی بننے کی انبیاء بھی خواہش رکھتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(سورۃ آل عمران 164)

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انھیں پاک صاف بنائے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے، جبکہ یہ لوگ اس سے پہلے یقینا کھلی گمراہی میں مبتلا تھے“۔

اسی طرح آپ ﷺ کی ذات اقدس ہر شے کے لیے باعث رحمت ونعمت ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (سورۃ الانبیاء: 107)

”اور (اے پیغمبر) ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے“۔

چنانچہ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ سے فائدہ اٹھانے کے لیے اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو اپنے حق میں رحمت بنانے کے لیے آپ پر ایمان لانا شرط ہے۔ نیز آپ ﷺ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں جن کا شمار ممکن نہیں اور پوری امت بحیثیت مجموعی بھی آپ ﷺ کے احسانات کا بدلہ نہیں اتار سکتی۔ اسی طرح ہم پر آپ ﷺ کے بے شمار حقوق ہیں جن کا بیان کرنا نہایت مشکل امر ہے البتہ چند بڑے حقوق کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ جن کو ادا کر کے ہم آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ اور اللہ رب العزت کی رضا حاصل کر سکتے ہیں۔

- **پہلا حق۔۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانا:**

سب سے پہلا حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لایا جائے، ان کی نبوت ورسالت کا اقرار کیا جائے، یہ عقیدہ اپنایا جائے کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، یعنی اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا اور آپ ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (سورۃ التغابن: 8)

”لہٰذا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس روشنی پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کی ہے، اور تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے“۔

- **دوسرا حق۔۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع کرنا:**

دوسرا حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی کامل اطاعت کی جائے کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے اور آپ ﷺ کی نافرمانی درحقیقت اللہ

کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اس مضمون کو بہت تاکید کے ساتھ اور اہمیت دے کر جگہ جگہ مختلف اسالیب اور پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ النساء:59)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی بھی اطاعت کرو''

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اہمیت کے حوالے سے یہ نکتہ نوٹ کرنے والا ہے کہ اللہ رب العزت نے پورے قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم بھی دیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ عجیب نکتہ نوٹ کرنے والا ہے کہ اللہ رب العزت نے کہیں کہیں اپنی اطاعت کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ صرف رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا تذکرہ کیا اور اس سے بھی زیادہ عجیب تر بات یہ ہے کہ کہیں کہیں یوں اسلوب اختیار کیا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کر لی تو گویا اس نے اللہ رب العزت کی اطاعت کر لی۔ سمجھنے والی بات اس میں یہ ہے کہ اصلاً تو اطاعت اللہ رب العزت کی ہے لیکن اللہ کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی بغیر اطاعت رسول کے گویا عملاً اطاعت رسول اللہ ﷺ کی ہوگی۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء :80)

''جو رسول کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی''

اسی طرح اللہ رب العزت کی محبت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ بھی اتباع رسول ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ آل عمران:31)

- **تیسرا حق۔۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنا:**

تیسرا حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کی جائے۔ کیونکہ اس کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جو آپ ﷺ سے سب سے زیادہ محبت نہ رکھتا ہو چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ (سورۃ الاحزاب:06)

''یقیناً نبی (ﷺ) کا حق مومنوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے اور نبی (ﷺ) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں''۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لا یؤمن احدکم حتی اکون أحب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین (صحیح بخاری)

'' تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے''۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ إِلاَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ فَإِنَّهُ الآنَ وَاللهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الآنَ يَا عُمَرُ (صحیح بخاری)

''حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے سوا ہر ایک چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں،

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! (تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے) یہاں تک کہ میں تمہیں اپنی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) اللہ (ربّ العزت) کی قسم! اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے عمر! اب (تمہاری محبت کامل ہوئی) ہے۔''

یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت اسی وقت قابل قبول ہو گی جب آپ ﷺ کی کامل اطاعت واتباع کی جارہی ہو گی۔ کیونکہ محبوب سے اگر محبت کا دعویٰ ہو لیکن عمل اس کی رضا کے خلاف ہو تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ یہ محبت صرف زبانی دعویٰ پر مشتمل ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی چیز کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشادات سے واضح فرمایا چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

مَنْ اَحْيَا سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ (جامع ترمذی)

''جس نے میری سنت کو زندہ کیا تو بیشک اسے مجھ سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رغب عن سنتی فلیس منی (صحیح بخاری)

''جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔

نیز آپ ﷺ کی آل واصحاب سے محبت کرنا، ان کی تعظیم ان کی عزت کرنا بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ نے ان کی سیرت و کردار اور ایمان کو معیار بنایا ہے اور کہا ہے کہ ان کی طرح ایمان لاؤ گے تو تمہارا ایمان قابل قبول ہو گا۔ یہ صحابہ ہمارے لیے ستاروں کی مانند ہیں۔ ان کے راستے پر چل کر ہی ہماری نجات ہے۔ ان کی مخالفت کرنے والا، ان کی توہین کرنے والا اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا رہا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (سورۃ النساء: 115)

''اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے، اور مومنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے، اس کو ہم اسی راہ کے حوالے کر دیں گے جو اس نے خود اپنائی ہے، اور اسے دوزخ میں جھونکیں گے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے''۔

نیز نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبے اور مقام کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللهَ وَمَنْ آذَى اللهَ فَيُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ (جامع ترمذی)

''لوگو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں میرے بعد تنقید کا نشانہ نہ بنانا جس نے ان سے محبت کی اس نے در حقیقت میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے در حقیقت مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی اللہ ان کو عنقریب عذاب میں پکڑے گا''۔

- **چوتھا حق۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا:**

چوتھا حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کی جائے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو بڑی عظمتوں، رفعتوں، بڑی شان کا حامل بنایا ہے۔ کوئی لمحہ

ایسا نہیں گزرتا جس میں نبی اکرم ﷺ کا ذکر خیر نہ ہوتا ہو۔ اللہ نے اپنے ذکر کے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر بھی لازم فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو اپنے محبوب کی عزت و تعظیم کا حکم دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ ادب واحترام کے ساتھ پیش آؤ۔ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ نے قرآنِ حکیم میں جب کسی نبی کو مخاطب کیا تو نام لے کر کیا لیکن اپنے حبیب کا نام لے کر انہیں کبھی نہیں پکارا۔ اللہ رب العزت اپنے حبیب کی تعظیم و توقیر کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (الحجرات 02)

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو، اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں، اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے''۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (سورۃ الفتح :89)

''(اے پیغمبر!) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس کی مدد کرو، اور اس کی تعظیم کرو، اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو''۔

- **پانچواں حق۔۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا:**

پانچواں حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجا جائے۔ اس عمل کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ عمل اللہ رب العزت اور فرشتے بھی انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (سورۃ الاحزاب: 56)

''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو''۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی درود وسلام کی اہمیت اپنے کئی ارشادات سے واضح فرمائی ہے۔ چند ارشادات یہ ہیں:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا (صحیح مسلم)

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔''

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيْئَاتٍ وَرَفَعَ عَشْرَ دَرَجَاتٍ (سنن نسائی)

''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے۔''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ پر زیادہ درود پڑھتا ہوں، تو آپ ﷺ کا کیا خیال ہے کہ میں آپ پر کتنا درود پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا شِئْتَ جتنا چاہو۔ میں نے کہا: چوتھا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا: آدھا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے

کہا: دو تہائی ؟آپ ﷺ نے فرمایا : مَا شِئْتَ ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ پڑھو گے تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے کہا: میں آپ پر درود ہی پڑھتا رہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: إِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ تب تمھیں تمھاری پریشانی سے بچالیا جائے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے: إِذَنْ يَكْفِيْكَ اللهُ هَمَّ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ تب تمھیں اللہ تعالی دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے بچالے گا۔" (جامع ترمذی)

إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْئٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ (جامع ترمذی)

"بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان رکی رہتی ہے اور کوئی دعا اوپر نہیں جاتی یہاں تک کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔"

رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (جامع ترمذی)

"اس آدمی کی ناک خاک میں ملے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔"

اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (جامع ترمذی)

"بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"

فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (سنن ابوداؤد)

"لہذا تم اس دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ (قبر میں آپ کا جسدِ اطہر) تو بوسیدہ ہو جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالی نے زمین پر یہ بات حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔"

- چھٹا حق ۔۔۔۔ نبی اکرم ﷺ کی نصرت وحمایت کرنا:

چھٹا حق یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نصرت وحمایت کی جائے۔ آپ ﷺ کی نصرت سے مراد آپ ﷺ کے مقصد بعثت میں آپ کی نصرت مراد ہے یعنی جس دین کو لے کر نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تھے اور جس کو بقیہ تمام باطل ادیان پر غالب کرنے کی ذمہ داری آپ ﷺ کے کاندھوں پر ڈالی گئی تھی اس مشن میں آپ ﷺ کی نصرت وحمایت اس امت کے ذمہ ڈالی گئی ہے۔ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے عہد لیا کہ تم نبی اکرم ﷺ پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد بھی کرو گے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيْثَاقَ النَّبِيِّيْنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (سورۃ آل عمران :81)

"اور (ان کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ: اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس (کتاب) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے، تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے، اور ضرور اس کی مدد کرو گے"

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب کی ذمہ داری کو پورا کروانے کے لیے آپ ﷺ کو بہترین اعوان وانصار عنایت فرمائے۔ چنانچہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے بہترین مددگار اور حمایت ونصرت کرنے والے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے مشن میں آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا دعوت کے

مرحلے سے لے کر دین کے غلبہ کے لیے ہر ہر مرحلے میں دیوانہ وار آپ ﷺ کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اپنا مال ایک اشارے پر آپ ﷺ کے قدموں تلے ڈھیر کر دیتے ہیں اپنے اوقات اور صلاحیتیں مکمل طور پر آپ ﷺ کی نصرت کے لیے وقف کر دیتے ہیں ان ہی کی تعریف سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان الفاظ میں کی ہے:

''یہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھی ہیں، دلوں کے بڑے پاکباز اور صاف ہیں، علم میں بڑے پختہ ہیں، سادہ، بے تکلف زندگی گزارنے والے ہیں۔ انہیں اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی صحبت، نصرت وحمایت، حق کے اظہار، دین کی نشر واشاعت اور اسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے چن لیا ہے۔ رب کعبہ کی قسم یہ صراط مستقیم کے راہی تھے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی زندگی میں بھی آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا اور آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی آپ ﷺ کے مشن کو جاری رکھا اور دین اسلام کے غلبہ کے لیے پوری دنیا میں پھیل گئے اور پھر دنیا نے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا تابناک ترین دور دیکھا کہ جس میں دین اسلام کی برکات روز روشن کی طرح ظاہر ہوئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد تابعین عظام اور سلف صالحین نے آپ ﷺ کے مشن کو جاری رکھا۔ اب یہ میری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ حق کے بول بالا کے لیے جدوجہد کریں۔ جس کا آغاز اپنی ذات پر دین کو نافذ کرنے سے ہوگا پھر اس دین کی دعوت دوسروں تک پہنچانی ہوں گی۔ اور پھر اس دین اسلام کے نظام کے نفاذ کے لیے عملی جدوجہد کرنا ہوگی۔ یہ اس امت کی ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کا تذکرہ اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (سورۃ آل عمران: 110)

''(مسلمانو!) تم وہ بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدے کے لیے وجود میں لائی گئی ہے، تم نیکی کی تلقین کرتے ہو، برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو''۔

اسی ذمہ داری کو نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان کیا ہے:

بلغوا عنی ولو آیۃ (جامع ترمذی)

''پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو''۔

نیز حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں امت کی ذمہ داری بیان فرمائی:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ (صحیح بخاری)

''جو یہاں موجود ہیں وہ اس دین کو ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں''۔

دین کے غلبہ واقامت کی ذمہ داری قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (سورۃ الشوریٰ: 13)

''اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا، اور جو (اے پیغمبر) ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا''۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کے ان حقوق کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

نفاذِ شریعت

مولانا سعید الامین
(ناظم تعلیم قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر)

ارشاد ربانی کے مطابق دین اسلام ایک ایسا دین ہے جو اپنی جامعیت، حاکمیت اور ضابطۂ حیات ہونے کے اعتبار سے کامل و اکمل دین ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ان الدین عند اللہ الاسلام " اللہ تعالی کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے (سورۃ آل عمران:19) اسلام کے آنے کے بعد پچھلی تمام شریعتوں کو منسوخ قرار دیا اور کسی بھی دین کی اب ضرورت باقی نہیں رہی۔ (سورۃ المائدہ:3) " الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا " آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا " نازل ہوئی تو یہودی کہنے لگے کہ اگر اس طرح کی آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کے طور پر مناتے، اب جو شخص بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے گا تو اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔ اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں جو شخص بھی میری بابت سن لے چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو وہ جہنم میں جائے گا، اس اعتبار سے امت مسلمہ کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کا پیغام ہر جگہ پہنچائیں اور کراہتی سسکتی انسانیت کو امن و سکون اور نجات سے ہمکنار کریں جیسے پیغمبر اسلام سیدنا حضرت محمد ﷺ اور ان کے اولین پیروکاروں نے دنیا سے ظلم و ستم کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کا نظام قائم کیا، کفر و شرک کی تاریکیوں کو مٹا کر توحید و سنت کی شمعیں روشن کیں اور اخلاقی زوال کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر انسانیت کو سیرت و کردار کی بلندیوں سے آشنا کیا اور آدھی سے زیادہ دنیا پر اسلام کو غالب کیا یہاں تک کہ یورپ و ایشیاء کے اکثر حصے میں اسلام کا سکہ چلنے لگا۔ اسلام دنیا میں کیوں بھیجا گیا؟ یہ بات ہم قرآن سے پوچھتے ہیں تو ہمیں وہ ایک بار نہیں تین بار ایک ہی مضمون بتاتا ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (سورۃ التوبہ:33، سورۃ الفتح:28، سورۃ الصف:9)

ترجمہ: اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو الہدیٰ (قرآن) اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دین اسلام دنیا میں غالب ہونے کے لیے ہی آیا ہے، اللہ پاک نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کو ہدایت یعنی قرآن پاک اور دین حق یعنی اسلام دے کر بھیجا ہے تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین جن میں یہود و نصاریٰ بھی شامل ہیں جتنا بھی نہ چاہیں۔

پس یہود و نصاریٰ اور دوسرے مشرکین اس دین کے غلبے کو روکنے کی پوری کوشش کریں گے تو ان کے خلاف مسلمانوں کو جہاد کرنا ہوگا تاکہ ان کی قوت ٹوٹ جائے اور وہ دین اسلام کے راستے کی رکاوٹ نہ بن سکیں، اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے قول و فعل اور کردار سے اس کا حق ادا کر دیا۔

جب سے مسلمانوں کو خلافت سے محروم کیا گیا ہے (1924 میں خلافت عثمانیہ زوال پذیر ہوئی) امت کا شیرازہ بکھر گیا، اسلامی قوانین اور دینی علوم کو بری طرح کچلا گیا، امت مرحومہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی گھناؤنی سازشیں کی گئیں اس کے بعد سے اب تک قیام خلافت کے لیے مختلف تحریکیں اٹھ چکی ہیں کیوں کہ ایک مسلمان سر تو کٹا سکتا ہے لیکن خلافت اور نظام کے بغیر زندہ رہنا گوارہ نہیں کر سکتا اور مزید یہ ہے کہ عہد رسالت مآب ﷺ کے بعد خلافت کے بغیر نہ ہی اسلام کی بقا ہے اور نہ ہی امت مسلمہ کی عزت و ناموس محفوظ ہے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ اسلامی دنیا کی نااتفاقی اور دینی علوم سے دوری ان تحریکات کی ناکامی کا سبب بنی، آج انسانیت پھر سے ظلم و ستم کا شکار ہے وہ دوبارہ کفر و شرک کی تاریکیوں میں گھری ہوئی اور اخلاقی پستی میں پھنسی ہوئی، آپس کی خانہ جنگی اور مسلکی تفرقے میں پڑی ہوئی

نظر آتی ہے، جبکہ قرآن کا صاف اعلان ہے کہ :وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا" (سورۃ آلِ عمران:103)"اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور آپس کے تفرقے میں نہ پڑو"، لہٰذا امت مسلمہ کو اس زبوں حالی سے نکالنے اور ایک بار پھر احیاء اسلام کے لیے ضروری ہے کہ امت آپس کے تمام اختلافات کو بھلا کر، متحد ہو کر بھرپور طریقے سے میدان عمل میں اترے تاکہ پوری دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو سکے، اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے :یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ یَنۡصُرۡكُمۡ وَیُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جمادے گا(سورۃ محمد:7)۔

جب ہم اللہ کے دین کو نافذ کرنے کے لیے نکلیں گے تو کامیابی و کامرانی ہمارے قدم چومیں گی۔

فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں

گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

قیام پاکستان سے پہلے مسلمانان برصغیر نے مملکت خداداد پاکستان کے لیے جس نعرے کو چنا تھا" پاکستان کا مطلب کیا؟ لاالٰہ الااللہ " یہ محض ایک نعرہ ہی نہیں تھا بلکہ اللہ تعالی سے ایک عہد و پیماں بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی سرزمین عطا کرے جس میں حاکمیت صرف تیری ہی چلے گی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے فضیلت و برکتوں سے بھرپور مہینا رمضان المبارک اور اس سے بھی بڑھ کر عین شب قدر میں پیارا سا پاکستان ہمیں عطا فرمادیا ، ہم مسلمانان پاکستان کی ذمہ داری تھی کہ ایفائے عہد کرتے ہوئے اللہ تعالی کی حاکمیت کو نافذ کرنے کے لیے سر تن کی بازی لگا دیتے لیکن ہم نے بدعہدی کرتے ہوئے نفاذ شریعت اور اللہ تعالی کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کی بجائے الٹا اللہ تعالی کے ساتھ اعلان جنگ کر دیا اور سود کی لعنت ہم نے اپنے اوپر مسلط کر لی نیز اللہ تعالی کی نافرمانی پر مشتمل طاغوتی نظام کی غلامی میں رہنا پسند کر لیا۔ لہٰذا قیام پاکستان کے بعد سے آج تک کسی بھی حکومت نے پاکستان میں اسلام نافذ کرنے کی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ جبکہ قیام پاکستان کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا کہ ہندوستان کے مسلمان ایک طرف تو ہندی تہذیب اور ہندی صنم پرستی سے بچ کر اپنی اسلامی تہذیب کو اپنائیں گے اور ایک اللہ کی عبادت کریں گے وہاں دوسری طرف پاکستان میں مکمل طور پر شریعت کو نافذ کر کے اور ہر شعبۂ زندگی میں اسلامی تعلیمات کو ترویج دے کر پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ اور اس کے حسن وجمال کی جلوہ گاہ بنائیں گے۔ تاکہ دنیا کے سامنے صحیح فکر و عمل اور امن و سکون سے آشنا زندگی کا ایک بہترین نمونہ آ سکے جسے دنیائے انسانیت اپنانے اور اختیار کرنے کے لیے لپکے اور اس کی طرف پلٹے۔ تحریک پاکستان کے لیڈروں نے بھی قوم سے یہی وعدہ کیا تھا اور بار بار اسی کا اعادہ کیا تھا، بانی پاکستان نے بھی یہ کہا تھا جسے وہ قیام پاکستان کے بعد بھی دہراتے رہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے کیے ہوئے اس عہد کا تقاضا ہے کہ پاکستان میں اسلام کی علم برداری قائم ہو اور اسلامی شریعت کا سکہ یہاں چلے جس طرح پاکستان کا قیام اس وعدے کا مرہون منت ہے اس کا استحکام و بقا بھی اس عہد کی تکمیل اور اس وعدے کے ایفا میں مضمر ہے لیکن وطن عزیز پاکستان کو "لاالٰہ..." کی بنیاد پر قائم ہوئے 74 سال کا عرصہ بیت چکا ہے جس میں اسلام کو نافذ کرنے کے وعدہ کو پورا کرنے کی سنجیدہ کوشش ابھی تک نہیں کی گئی۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وطن عزیز میں نفاذ اسلام کی راہ میں کون سی چیزیں حائل ہیں اور انہیں کیسے دور کیا جاسکتا ہے اور اس حقیقی ہدف و مقصد کو کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے اس پر غور و فکر کرنا ہو گا اور اس کے لیے مسلمانان پاکستان کو متحد ہو کر تحریک چلانی پڑے گی یا باقاعدہ کسی منظم انقلابی جماعت کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا پڑے گی ورنہ سنت اللہ یہ ہے کہ :اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ (سورۃ الرعد آیت:11)

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

اللہ تعالیٰ ہمیں سب سے پہلے اپنے جسم پر اسلام نافذ کرنے اس کے ساتھ ہی پوری دنیا میں اسلام کا جھنڈا لہرانے کی جدوجہد کرنے کی توفیق نصیب کرے اور ہمیں ایسا حکمران عطا فرمائے جو قیام پاکستان کے مقصد کو پورا کرے۔ (آمین)

گھریلو جھگڑوں کے اسباب و تدارک

حافظ محمد اسد

(استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد)

موجودہ دور میں گھریلو جھگڑے تقریباً ہر گھر میں عام ہیں اور کئی گھر تو ایسے بھی ہیں جو خانگی امور پر جھگڑوں کے باعث برباد ہو گئے اور زوجین میں علیحدگی ہو گئی۔ عورت دراصل اپنے شوہر کی مکمل توجہ کی طالب ہوتی ہے اس سلسلے میں وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہوتی۔ اکلوتی لڑکیوں کو چونکہ اپنے میکے میں بھرپور توجہ حاصل ہوتی ہے اس لیے وہ سسرال میں بھی اسی بھرپور توجہ کی طالب ہوتی ہیں اگر ان کو تھوڑا سا بھی نظر انداز کیا جائے تو ان کا رویہ اور سلوک تبدیل ہونے لگتا ہے۔ اکلوتی بیٹی بھی آخر ایک دن شادی کے بعد سسرال میں چلی جاتی ہے تو اپنی بیٹیوں کو بلاوجہ نہ بگاڑیں ان کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ سسرال کے ماحول ہم آہنگی کے رویے کو اپنائے۔ طلاقوں کی شرح میں اضافے کی یہ ایک اہم وجہ بنتی جا رہی ہے۔ خاندانی اختلافات کو دور کرنے میں جو چیز سب سے بڑی رکاوٹ بنتی ہے وہ خود بینی اور خود پسندی کی بیماری ہے۔ افسوس بہت سے لوگ اس مہلک بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس مرض میں مبتلا انسان کی عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں اور جب عقل پر پردے پڑ جائیں تو فیصلے ہمیشہ غلط ہوا کرتے ہیں۔ ایسا انسان صرف اپنی خوبیوں کو دیکھتا ہے اور انہیں بہت بڑا تصور کرتا ہے لیکن اسے اپنے آپ میں کوئی بھی خامی یا برائی نظر نہیں آتی۔ اس وقت اور بھی برا ہوتا ہے جب اس مرض میں مبتلا کوئی دوسرا شخص بھی مل جائے اور دونوں ایک دوسرے کی عیب جوئی کریں اور زندگی کو اپنے ہاتھوں اجیرن بنالیں۔

میاں بیوی کے خیالات کا ایک دوسرے سے نہ ملنا بھی جھگڑے کا سبب ہے۔ ایک گھریلو خاتون سے جب ازدواجی زندگی کے نشیب و فراز کے بارے میں پوچھا گیا تو ان کا کہنا تھا میرے میاں کو ہر وقت گھومنے پھرنے کا شوق ہے جبکہ مجھے گھر پر رہ کر خانہ داری کرنے میں مزہ آتا ہے۔ وہ چائنیز کھانے کے دلدادہ ہیں لیکن مجھے چٹ پٹے کھانے اچھے لگتے ہیں سات سال ہو گئے نہ میری پسند بدل سکی نہ ان کی اور میرا خیال ہے کبھی بھی ہماری پسند ناپسند یکساں نہ ہو سکے گی لیکن گزارہ ہو رہا ہے کبھی وہ میری کبھی میں ان کی بات مان لیتی ہوں اگر ہم ضد یا ہٹ دھرمی کرتے تو شاید ایک ساتھ نہ چل پاتے۔

یہاں مرد حضرات کو بھی اس پہلو سے اپنے رویے میں تبدیلی کرنی چاہیے جیسے وہ اپنے کاروبار پر توجہ دیتے ہیں، کاروبار وسیع کرنے کی کوشش کرنے میں مصروف رہتے ہیں اتنی ہی اگر اپنے گھر والوں کو توجہ دیں تو ان کے گھر کا ماحول جنت سا بن جائے۔ رزق تو جو نصیب میں وہ مل ہی جاتا ہے لیکن گھر میں اخلاق و محبت کا ماحول پیدا کریں۔ کہتے ہیں رزق انسان کو موت کی طرح تلاش کرتا ہے تو رزق میں اضافے کی کوششوں میں دن رات ضائع کیوں کیے جائیں اپنے گھروں پر بھی توجہ دینا ضروری ہے کیونکہ جو بچے جو ماں باپ کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں ویسے ہی آئندہ زندگی میں وہ کرتے ہیں تو بچوں کے لیے اپنی زندگی کو آئیڈیل زندگی بنائیں۔

جب میاں بیوی کو اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے دلائل دینے کی نوبت آتی ہے تو سمجھ جائیں کہ گھر بربادی کی طرف گامزن ہو رہا ہے اس مسئلے پر فوراً قابو پانے کی کوشش کرنا چاہیے۔ گھریلو جھگڑے کی ایک اہم وجہ بیٹے کا والدین کو وقت نہ دینا بھی ہے یہاں میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے ایک نوجوان کی شادی ہوئی بیاہ سے پہلے اس مختصر سے کنبے میں گہری محبت تھی۔ شام کو کاروبار سے فارغ ہو کر گھر کے سارے افراد اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے' چائے پیتے' تلاوت سنتے اور بات چیت کرتے۔ شادی کے بعد اس نوجوان میں اچانک تبدیلی آگئی وہ گھر میں داخل ہوتے ہی سیدھا اپنی بیوی کے کمرے میں چلا جاتا وہیں کھانا کھاتا اور زیادہ وقت کمرے میں ہی گزارتا ہے اور صبح ماں باپ، بہن بھائیوں سے ملے بغیر کام پر چلا جاتا ہے۔ اس کے اس طرز عمل سے گھر والے محسوس کرتے ہیں کہ

ان کی روزانہ کی زندگی میں ایک خلاسا پیدا ہو گیا ہے ضروری یہ ہے کہ اس خلا کو پر کیا جائے۔اس کی جگہ کو پُر کرنے کے لیے بسا اوقات ناراضگی کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور چند ہی دنوں میں ماتھے شکن آلود ہو جاتے ہیں پھر چہ میگوئیاں، پھر حسد و نفرت، پھر طعن و تشنیع، پھر کھلم کھلا مخالفت اور ہوتے ہوتے بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ بیٹے سے کہا جاتا ہے بوریا بستر اٹھاؤ اور چلتے بنو۔ساس بہو کو الزام دیتی ہے کہ میرا بیٹا جس کی سعادت مندی میں مجھے کبھی شبہ نہیں ہوا تمہارے اس گھر میں قدم رکھنے کی دیر تھی کہ اس نے آنکھیں پھیر لیں ہو نہ ہو تم ہی نے اسے پٹی پڑھائی ہے۔

اس موقع پر لڑکے کے والدین کو افہام و تفہیم سے کام لینا چاہئے۔ نئی شادی ہے میاں بیوی کو آپس میں محبت ہو ہی جاتی ہے اور کبھی کبھار گھر کے دیگر لوگوں کی طرف سے قدرے توجہ ہٹ جاتی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ دنوں تک ہی رہتا ہے پھر حالات معمول پر آجاتے ہیں اس موقع پر حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے ہاں خاندان والے ایسی ایسی باتیں بناتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ایسے معاملات میں بیٹے اور بہو کو پیار سے سمجھایا جائے اس کی تضحیک نہیں کی جائے، معاملات کو سلجھانے کی کوشش کی جائے بہو کے ساس پر اور ساس کے بہو پر الزامات لگانے سے بہتر ہے کہ مل بیٹھ کر اس مسئلے کو پیار سے حل کریں نہ کہ سب ایک دوسرے کو کہنے لگیں کہ ہم اکیلے رہ سکتے ہیں، ہم آپ کے بغیر بھی رہ سکتے ہیں، تو بھائی انسان دنیا میں اکیلا ہی آیا ہے اکیلا ہی جائے گا لیکن دنیا میں زندگی گزارنے کے کچھ اصول بنائے ہیں اس پر عمل کرو۔

دراصل میاں بیوی عام طور پر ایک دوسرے سے بلاوجہ نہیں جھگڑتے اس کی وجہ کوئی تیسرا فرد ہی ہوتا ہے جو معمولی معمولی باتوں کو ہوا دے کر جھگڑے کو بڑھاتا ہے۔اب یا تو وہ ساس، سسر ہوں گے یا بیوی کے میکے والے۔اس لیے شریعت نے ایک بات سمجھادی لڑکی کو کہا کہ دیکھو نکاح سے پہلے ایک ماں تھی اب تمہاری دو مائیں ہیں اور دو باپ ہیں۔اسی طرح لڑکے کو بتادیا کہ تمہاری دو مائیں اور دو باپ ہیں۔اللہ نے ساس اور سسر کو ماں باپ کا درجہ دیا ہے چناں چہ لڑکی کو چاہئے کہ خاوند کے گھر والوں کو خوش رکھے اور خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے گھر والوں کو خوش رکھے یہ خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے ناگزیر ہے۔

اسلام زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔یہ دین اسلام کی امتیازی صفت ہے۔اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، ضابطۂ حیات میں عقائد، عبادات، خاندانی و معاشرتی نظام، معاشی، سیاسی و عدالتی نظام شامل ہیں۔ یہ سب باہم ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ کسی ایک پہلو کے متاثر ہونے سے ایک مسلمان کی پوری زندگی متاثر ہو سکتی ہے۔ عقائد کی خرابی سے ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اسی طرح معاشرتی نظام بگڑ جائے تو صحیح اسلامی معاشرہ تشکیل نہیں پا سکتا۔اس وقت معاشرے سے عام طور پر میاں بیوی اور ساس بہو کے حوالے سے جھگڑے ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ان کی سنگینی کئی اعتبار سے ہے۔یہ جھگڑے خاندان کے افراد کا ذہنی سکون برباد کر دیتے ہیں۔ ان تنازعات کے نتائج زندگی کے بہت سے معاملات پر اثر انداز ہوتے ہیں، بچوں پر مضر نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ اثرات تازیست ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے جس کی وجہ سے عدم تحفظ اور احساس کمتری کا شکار بن کر زندگی گزارتے ہیں ایسے جھگڑوں کے نتیجے میں خاندان جدا ہو جاتے ہیں۔ طلاق کے واقعات کا جائزہ لیا جائے تو اکثر واقعات غصہ، یا وقتی رنجش کی بنا پر پیش آتے ہیں۔ طلاق کے بعد تعلقات میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ بچوں کو زندگی میں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور میاں بیوی بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ میاں بیوی میں علیحدگی ہوتی ہے تو ہر متعلقہ شخص کی زندگی اس سے متاثر ہوتی ہے۔ صلح کے تعلق سے فرمان الٰہی ہے: ''اور اگر تمہیں زوجین کے باہمی تعلقات بگڑ جانے کا خدشہ ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کر لو، اگر وہ دونوں صلح چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے گا، اللہ تعالیٰ یقیناً سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے''۔(سورۃ النساء:35)۔

دونوں کی طرف سے مقرر کردہ حکم/پنچ میاں بیوی کے درمیان صلح کی راہ تلاش کرنے بیٹھیں گے اور تحقیق کریں گے کہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے کے کیا اسباب ہیں اور جب گفتگو کے لیے بیٹھیں گے تو مندرجہ ذیل نکات پر توجہ رکھیں گے۔ سخت شروعات نہ کی جائے: ضروری ہے کہ فریقین کی گفتگو کی شروعات بدگوئی اور

سخت کلامی سے نہ ہو۔ بد گوئی کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے منہ پر اسے برا بھلا بولنا یا کوئی ایسی بات کہنا جس سے اسے اذیت پہنچے۔ ایک فریق، توہین آمیز جملے استعمال کرے تو یہ بات یقینی ہے کہ بحث کا اختتام ناکامی پر ہی ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر پہلا فریق گفتگو کی ابتدا نرمی سے کرے تو دوسرا فریق بھی نرمی سے جواب دے گا اور گفتگو کے مثبت نتائج ہوں گے۔

سچ بات یہی ہے کہ زبان کے غلط استعمال سے اچھا بھلا خاندان نفرت وعداوت کا شکار ہو جاتا ہے۔ ثالث کا کام یہ ہے کہ گفتگو کا رخ نرمی کی طرف لے جائے۔ ابن حبانؒ کہتے ہیں: ''عقل مند پر واجب ہے کہ وہ تمام کاموں میں نرمی کو لازم اختیار کرے اور ان میں جلد بازی اور کم عقلی کو چھوڑ دے جبکہ اللہ تعالیٰ تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ جو نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا، جسے نرمی عطا کی گئی، اسے ہر بھلائی عطا کی گئی۔'' جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا: ''جو نرمی سے محروم کر دیا جائے، وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔'' (صحیح مسلم)۔

تباہی کے درجِ ذیل 4 عوامل ہیں: تنقیص: سب سے پہلا اور مہلک عمل تنقیص ہے۔ زوجین کو ایک دوسرے سے شکایتیں ہونا تو فطری ہے مگر جب شکایت تنقیص کی صورت اختیار کر جائے تب مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شکایت اور تنقیص کے فرق سے ہم واقف ہیں۔ جب تنقیص دوسرے فریق کی کردار کشی پر مرکوز ہو جاتی ہے تو بات اور بگڑ جاتی ہے لہٰذا حکم کا کام ہے کہ تنقیص کو روکے۔ توہین و تحقیر: تنقیص کے بعد توہین کا عمل شروع ہوتا ہے۔ اس کی مثال بد زبانی اور برے القاب کا استعمال ہے۔ یہ بدترین عمل ہے جو دوسرے کو غصہ پر اکساتا ہے۔ اس کے نتیجے میں تنازعہ بڑھتا ہے۔ یہ عمل ایک فریق کو دوسرے سے متنفر کر دیتا ہے اور مسئلہ کے حل کو ناممکن بنا دیتا ہے۔ ایک فریق توہین کرتا ہے تو دوسرا فریق اس کا جواب اپنے دفاع میں دیتا ہے پھر الزام تراشی شرع ہو جاتی ہے۔ اس سے تنازعہ مزید گہرا ہوتا جاتا ہے۔ سنن ابو داؤد کی روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا سود یہ ہے کہ مسلمان کی عزت و آبرو پر ناحق زبانِ طعن کو دراز کیا جائے (یعنی مسلمان کی تحقیر و تذلیل کی جائے۔ یہ بہت بڑا سود ہے جس طرح سود حرام ہے یہ بھی حرام ہے)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا اسے بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا، اس کی تحقیر نہیں کرتا، کسی مسلمان کے شر کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔'' (مسند احمد)۔ ارشاد ربانی ہے: ''بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو'' (سورۃ الھمزہ:1)۔ (سورۃ القلم:11) میں بھی طعنہ دینے والے شخص کے لیے وعید آئی ہے مدافعت: ایک فریق توہین کرتا ہے، تو دوسرا فریق اپنا دفاع کرنے میں لگ جاتا ہے، اس طرح تیسرا عمل (مدافعت) وجود میں آتا ہے۔ بہت سے لوگ اپنا دفاع کرتے ہیں جب ان پر تنقید کی جاتی ہے، لیکن اس سے مسئلہ کو حل کرنے میں مدد نہیں ملتی۔

مدافعت کے معنیٰ عملاً دوسرے فریق پر الزام رکھنے کے ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں ساری خرابیاں آپ میں ہیں مجھ میں نہیں۔ اس طرح مسئلہ حل نہیں کیا جا سکتا اور تنازعہ مزید بڑھتا ہے۔ سرد مہری اور بات چیت میں تعاون نہ کرنا: درجِ بالا تینوں عوامل کے بعد چوتھے عمل (سرد مہری اور بات چیت میں عدم تعاون) کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ علامت ہے تنازعہ کے بڑھنے کی، چوتھا عمل مردوں سے زیادہ عورتوں میں عام ہے۔ ایک فریق دوسرے کو نظر انداز کرتا ہے۔ کسی بات کا جواب نہیں دیتا اس سے پہلا فریق اور غصہ میں آجاتا ہے۔ جذبات کی رو میں بہہ جانا: ایک فریق کا رویہ جذبات کے تابع ہو جاتا ہے تو یہ اشارہ ہے کہ نکاح اب طلاق کے خطرے سے دوچار ہے۔ جذبات کے غلبے کا مطلب ہے دوسرے فریق کی تنقیص، توہین اور اس پر الزام تراشی۔ یہ رویہ دوسرے فریق کو مشتعل کرتا ہے۔ بہت سے افراد جذبات کے غلبے کے تحت بات چیت سے دوری اختیار کرتے ہیں یا گفتگو سے الگ ہو جاتے ہیں، جواب ہی نہیں دیتے، یہ جواب نہ دینا

منفی رویے سے تو بچاتا ہے مگر یہ طلاق کی طرف لے جاسکتا ہے۔ جسمانی زبان: جسمانی زبان، انسان کے اندر ہونے والی نفسیاتی تبدیلیوں اور جذبات سے منسلک ہے۔ جیسے دل کی دھڑکن کا بڑھ جانا اور خون کے دباؤ میں اضافہ، غصہ، بے چینی وغیرہ۔ یہ جسمانی تبدیلی گفتگو کو ناممکن بنادیتی ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ سے معلومات کو اخذ کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ معاملہ کو حل کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ ایک فریق کے پاس عقلی دلیلیں ہیں مگر معاملہ حل نہیں ہو گا کیونکہ دوسرا فریق جذبات کی رو میں اپنا فیصلہ کر چکا۔ جب ایک یا دونوں فریقوں کی جسمانی کیفیت نفسیاتی تبدیلیوں اور جذبات سے متغیر ہو تو مسئلہ حل ہونا، بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔

اصلاح کی کوشش کی ناکامی: اصلاحی کوششوں کے ناکام ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اب آخر طلاق ہونا ہی ہے۔ اس کے باوجود دیکھا گیا ہے کہ میاں بیوی کی جانب سے اصلاح کی کوششوں سے اس مرحلے میں بھی مسئلہ کا حل نکل آتا ہے۔ بعض اقدامات مؤثر ہوتے ہیں، جیسے معافی مانگنا، معاف کرنا یا مسکرانا۔ اس طرح کی روش اصلاح کی کوشش کہلائے گی۔ سابقہ تنازعات و معاملات کا ذکر کرنا: بسا اوقات فریقین ماضی کے منفی واقعات کو یاد دلاتے ہیں کہ فلاں وقت آپ نے ایسا کیا تھا فلاں وقت فلاں حرکت کی تھی۔ اس طرح کی گفتگو اس اندیشے کو جنم دیتی ہے کہ اب ازدواجی تعلق میں رخنے پڑنے والے ہیں۔ فریقین ماضی کے منفی واقعات دہراتے ہیں تو تعلقات کی ایک مسخ شدہ تصویر ابھرتی ہے جو رشتوں کے مستقبل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ حکم کا کام یہ ہے کہ ماضی کے ناخوش گوار معاملات و واقعات کا ذکر نہ ہونے دیا جائے۔ اسلام میاں بیوی کے اختلافات دور کرنے کی تاکید کرتا اور صلح کے لیے رہنمائی کرتا ہے۔

ہمارا دین دونوں کے حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان صلح سے خاندان کا وجود کٹنے پھٹنے سے محفوظ رہتا ہے، خاندانی زندگی قائم رہتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات مضبوط ہوتے ہیں، تو اولاد کو پرامن اور مستحکم تربیت گاہ میسر ہوتی ہے۔ وہ ہر قسم کے انحراف سے محفوظ رہتے ہوئے والدین کی شفقت حاصل کرتے ہیں اور اچھی تربیت پاتے ہیں۔ خاندانی جھگڑوں کے اسباب تو ان گنت ہیں، مگر اصل سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی نہ کوئی فریق اخلاقی اصولوں کی خلاف ورزی کی بنیاد پر زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگوں کی تحقیر مذاق اڑانا، بدگمانی، تجسس، غیبت، چغل خوری اور بہتان تراشی جیسے عیوب عام ہیں۔ یہ عادتیں برائیاں سمجھی ہی نہیں جاتیں۔ مرد ہوں یا خواتین باہمی گفتگو کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اکثر گفتگو انہی چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ برائیاں دلوں میں نفرت اور نااتفاقی کا بیج بوتی ہیں۔ لوگوں میں جدائی ڈلواتی اور خاندانوں کو تباہ کرتی ہیں۔ حکم کو ذی علم، دیانت دار اور نیک نیت ہونا چاہیے۔ وہ صدق دل سے چاہتے ہوں کہ زوجین میں اصلاح ہو جائے۔ اس کے لیے اخلاص کے ساتھ کوشش بھی کریں۔ چاہیے کہ دونوں حکم میاں بیوی کے اختلاف کی وجہ تلاش کریں، دونوں کو سمجھائیں بجھائیں اور اصلاح پر آمادہ کریں تو اللہ کی مدد بھی شامل حال ہو گی اور یہ دونوں اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے۔ ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پائدار بنانے کے لیے ایک سنہری اصول سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام درداء رضی اللہ عنہا سے کہا: ''اگر مجھے غصہ آئے تو مجھے راضی کرنا اور اگر تمہیں غصہ آئے گا تو میں تمہیں منالوں گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو بہت جلد ہمارے درمیان جدائی ہو جائے گی۔'' (روضۃ العقلاء لابن حبان)۔

جناب نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بڑے شیطان نے پانی پر تخت بچھا رکھا ہے اور اس پر بیٹھا حکومت کر رہا ہے۔ شیطان کے کارندے دنیا میں جاتے ہیں کارروائیاں کرتے ہیں اور پھر واپس آکر اسے رپورٹ دیتے ہیں۔ ایک آتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں نے فلاں جگہ جا کر یہ کام کیا، شیطان اسے شاباش دیتا ہے۔ دوسرا آتا ہے کہ میں نے فلاں شہر میں جا کر یہ حرکت کی ہے، اسے بھی شاباش ملتی ہے۔ لیکن بڑے شیطان کے دربار میں سب سے زیادہ شاباش کس کو ملتی ہے؟ ایک کارندہ آتا

ہے اور بتاتا ہے کہ میں فلاں گھر گیا اور وہاں اتنا جھگڑا ڈالا کہ میاں بیوی میں طلاق ہو گئی۔ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابلیس اپنے تخت پر کھڑا ہوتا ہے، اسے اپنے سینے سے لگاتا ہے اور اس کی پشت تھپتھپاتا ہے کہ اصل کام تم نے کیا ہے۔

میں اس وقت صرف یہ فرق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فرشتوں کا گھر میں آنا جانا ہو گا تو محبت ہو گی اعتماد ہو گا برکتیں ہوں گی رحمتیں ہوں گی اور سکون ہو گا اگر شیاطین کا گھر میں آنا جانا ہو گا تو جھگڑے ہوں گے بے اعتمادی ہو گی بے سکونی ہو گی فساد ہو گا اور پھر طلاقیں ہوں گی۔ فرشتوں کے اپنے اثرات ہیں اور شیاطین کے اپنے اثرات ہیں۔ مجھے اور آپ کو یہ سوچنا چاہیے کہ میں نے اور آپ نے اپنے گھر کے ماحول کو فرشتوں کے آنے جانے والا بنا رکھا ہے یا شیطانی مخلوق کے آنے جانے والا بنا رکھا ہے۔

جناب سرور کائنات ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے البیت الذی لیس فیہ شیء من القرآن کالبیت الخرب ''کہ جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کا ماحول نہیں ہے وہ اجڑا ہوا گھر ہے''۔ یعنی جس گھر کی چار دیواری میں اللہ کا کلام نہیں پڑھا جاتا وہ اصل میں ایک بے آباد گھر ہے۔ اور ایک حدیث میں حضور ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا صلوا فی بیوتکم ولا تجعلوھا قبورًا'' گھروں میں (بھی) نماز پڑھا کرو، اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ''۔

چنانچہ گھروں میں اگر قرآن مجید کی تلاوت ہو گی نماز ہو گی ذکر ہو گا درود شریف کا ورد ہو گا اور خیر کی باتیں ہوں گی تو گھروں میں فرشتے اللہ کی رحمت لے کر آئیں گے۔ لیکن اگر گھر میں نماز اور درود و اذکار سے غفلت ہو گی تو پھر شیطان اور اس کے کارندے ہی آئیں گے اور فرشتوں یا شیاطین میں سے جو بھی گھر آئے گا اس کے گھر پر اثرات ہوں گے۔ چناں چہ ہمارے تمام مسائل کا حل قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھام لینا ہے اس کے علاوہ ہمارے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

حکمت و دانش

اسلام اپنے اسلوب کی خصوصیات، اپنے وسائل اور انسانی مشکلات کے حل کے لیے اپنی تجویزوں کے لحاظ سے دیگر تمام آسانی اور غیر آسمانی نظاموں سے مختلف ہے۔ وہ ہر پہلو سے کامل نمونہ ہے، وہ انسان کی تمام بنیادی خصوصیتوں اور اس کی تمام ذہنی، فکری اور روحانی صلاحیتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے ایک وسیع فریم ورک میں رکھتا ہے۔ اور پھر اسے مختلف قسم کی ذمہ داریاں سونپتا ہے، وہ اسے عقل و فکر میں محصور نہیں رکھتا، نہ محض عقلی اور منطقی وجود کی حیثیت سے اس کی قدر و منزلت کا تعین کرتا ہے، نہ اس کے جذبات کو نظر انداز کرتا ہے اور نہ بعض فلسفیانہ مکاتبِ فکر کی طرح اس کی وجدانی توانائی سے چشم پوشی کرتا ہے، بلکہ اسلام انسان کو خالق کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ ایک ناقابل کل کی حیثیت سے اسے ایک مضبوط سانچے میں ڈھالتا ہے، اس کے داخلی اور خارجی احساسات کے مطالبات کو پورا کرتا ہے اور اس کے مادی اور روحانی وجود کے تمام اہم عناصر کے ہمراہ دنیا اور آخرت کی سعادت کے لیے تیار کرتا اور جنت کا اہل بناتا ہے۔

(بحوالہ: جادۂ منزل از محمد فتح اللہ گولن)

تدریسی سرگرمیاں

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں 7 ستمبر 2021 سے مختصر دورانیہ کے کورسز کا آغاز ہوا جس میں عربی گرامر کلاس بعنوان "آؤ قرآن سمجھیں" مغرب تاعشاء پیر، بدھ اور جمعرات؛ "دورہ ترجمہ قرآن" مغرب تاعشاء بروز منگل جو ملٹی میڈیا پریزنٹیشنز کے ذریعہ متعلقہ نقشوں اور مقامات کو دکھا کر کیا جاتا ہے؛ "تجوید کلاس" مغرب تاعشاء بروز جمعہ اور اتوار؛ اور میٹرک اور انٹر کے طلباء کے لئے مغرب تاعشاء پیر تا جمعرات کورس Road to Jannah: ہر اتوار بعد ظہر سلسلہ وار دورہ ترجمہ قرآن جبکہ روزانہ بعد فجر "مطالعہ سیرت"؛ بعد ظہر مطالعہ بیان القرآن اور بعد عصر مطالعہ معارف الحدیث منعقد کیا جاتا ہے۔ دوران ماہ مسجد میں 4 تقاریب نکاح منعقد ہوئیں۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی یٰسین آباد میں چار خطبات جمعہ منعقد ہوئے جن میں ''صلہ رحمی''، ''انفاق فی سبیل اللہ''، ''کون سا اسلام؟ کس کا اسلام؟''، ''تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری شامل ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ میں تدریس کا سلسلہ الحمدللہ جاری ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر بعد نماز ظہر مطالعہ قرآن اور بعد نماز عصر مطالعہ حدیث جبکہ ہر جمعہ بعد نماز عشاء سلسلہ وار دورہ ترجمہ قرآن کا سلسلہ بھی الحمدللہ جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

قرآن اکیڈمی کورنگی میں نفاذِ دین اسلام مہم کے سلسلے میں قرآن اکیڈمی کورنگی میں ''نفاذِ دین اسلام کیا۔ کیوں اور کیسے'' کے موضوع پر ایک دعوتی پروگرام منعقد ہوا جس میں صدر انجمن خدّام القرآن سندھ کراچی جناب سید نعمان اختر صاحب نے خطاب فرمایا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر میں الحمدللہ رجوع الی القرآن کورس میں تدریس جاری ہے 83 طلبہ وطالبات کورس میں شریک ہیں۔ بروز ہفتہ مختصر دورانیے کے سرٹیفیکیٹ کورس جاری رہے جن میں ''بنیادی عربی گرامر''، ''نماز و آخری 20 سورتیں'' اور ''فقہ العبادات'' شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بروز اتوار ''مطالبات دین کورس'' بھی جاری ہے 45 طلبہ وطالبات ان کورسز میں شامل ہیں۔ مسجد میں نماز فجر کے بعد ترجمہ قرآن کی نشست ہوتی ہے۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ جناب ڈاکٹر انوار علی صاحب ادا کر رہے ہیں۔ شام

کے اوقات میں مختصر دورانیہ کے کورسز جاری ہیں۔ مدرسۃالقرآن برائے قاعدہ وناظرہ میں کل 53 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ گزشتہ ماہ طلبہ کی ماہانہ جائزہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے والدین کو بھی مدعو کیا گیااور نمایاں پیش رفت دکھانے والے طلبہ کو انعامات بھی دیئے گئے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد حیدرآباد میں 3 اکتوبر سے 3 ماہ کے دورانیہ پر مشتمل آسان عربی گرامر ویک اینڈ کورس کا آغاز کیا جارہا ہے۔ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے 4 اکتوبر سے ایک ماہ کے دورانیہ پر مشتمل سیرت النبی ﷺ کورس کا آغاز کیا جارہاہے۔4 اکتوبر سے 3 ماہ کے دورانیہ پر مشتمل دوآن لائن کورس ''منتخب نصاب''اور ''سیرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم'' پیر تابدھ کا آغاز کیا جارہاہے۔

قرآن مرکز لانڈھی

قرآن مرکز لانڈھی میں ایک طالب علم نے الحمدللہ تکمیل حفظ کی سعادت حاصل کی۔ گزشتہ ماہ ''نفاذ دین اسلام کیا، کیوں اور کیسے'' کے عنوان سے خصوصی خطاب منعقد ہوا جناب عاطف اسلم صاحب نے خطیب کی ذمہ داری ادا کی۔

آئینہ رومیؒ

توبہ کن مردانہ سرآور برہ

کہ فمن یعمل بمثقال یرہ

تشریح:اے مخاطب ! مردانہ وار توبہ کر گناہوں سے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قدم رکھ دے، کیونکہ کب تک خدا سے دور رہ کر گناہ کرتا رہے گا اور جبکہ ہر ذرّہ ذرّہ عمل کو قیامت کے دن اپنے اعمالنامہ میں موجود پائے گا۔

جملہ ماضیہاازدنیکوشوند

زہرپارینہ ازیں کردد چو قند

تشریح:توبہ کے آنسو ماضی کی تمام برائیوں کو بھلائیوں سے تبدیل کردیتے ہیں اور گناہوں کے پرانے زہر کو بھی مثل شکر کردیتے ہیں۔

بحوالہ: معارف مثنوی، شرح: شاہ حکیم محمد اخترؒ

خصوصی محاضرات

قرآن اکیڈمی ڈیفنس: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرہ کے تحت ''آغاز کائنات سے اب تک'' اور فکر اسلامی کے تحت ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' کے موضوعات پر لیکچرز کا انعقاد کیا گیا جس میں مدیر تعلیم و مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب اور مدیر قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر استاذ ڈاکٹر انوار علی صاحب نے مدرس کے فرائض انجام دیے۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد: گزشتہ ماہ خصوصی محاضرہ کے تحت ''سفر آخرت کے مراحل'' کے عنوان سے لیکچر کا انعقاد کیا گیا جس میں استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد حافظ محمد اسد صاحب نے تدریس کے فرائض انجام دیے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی: گزشتہ ماہ فکر اسلامی کے تحت ''امت مسلمہ کا عروج وزوال'' کے عنوان سے لیکچر کا انعقاد ہوا جس میں تدریس کی ذمہ داری مدیر تعلیم و مدیر قرآن اکیڈمی ڈیفنس استاذ ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے ادا کی جبکہ شعبہ خواتین کے تحت ''ایمان، اسلام اور احسان'' اور ''سیرت النبی ﷺ'' کے موضوعات پر خصوصی لیکچرز اور ماہانہ درس بعنوان ''نفاذ دین اسلام کیا، کیوں اور کیسے''منعقد ہوا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر: گزشتہ ماہ فکر اسلامی کے تحت ''امت مسلمہ کا عروج وزوال اور احیائی عمل کے تین گوشے'' اور ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کا اصل کام'' کے عنوانات پر لیکچرز کا انعقاد ہوا۔

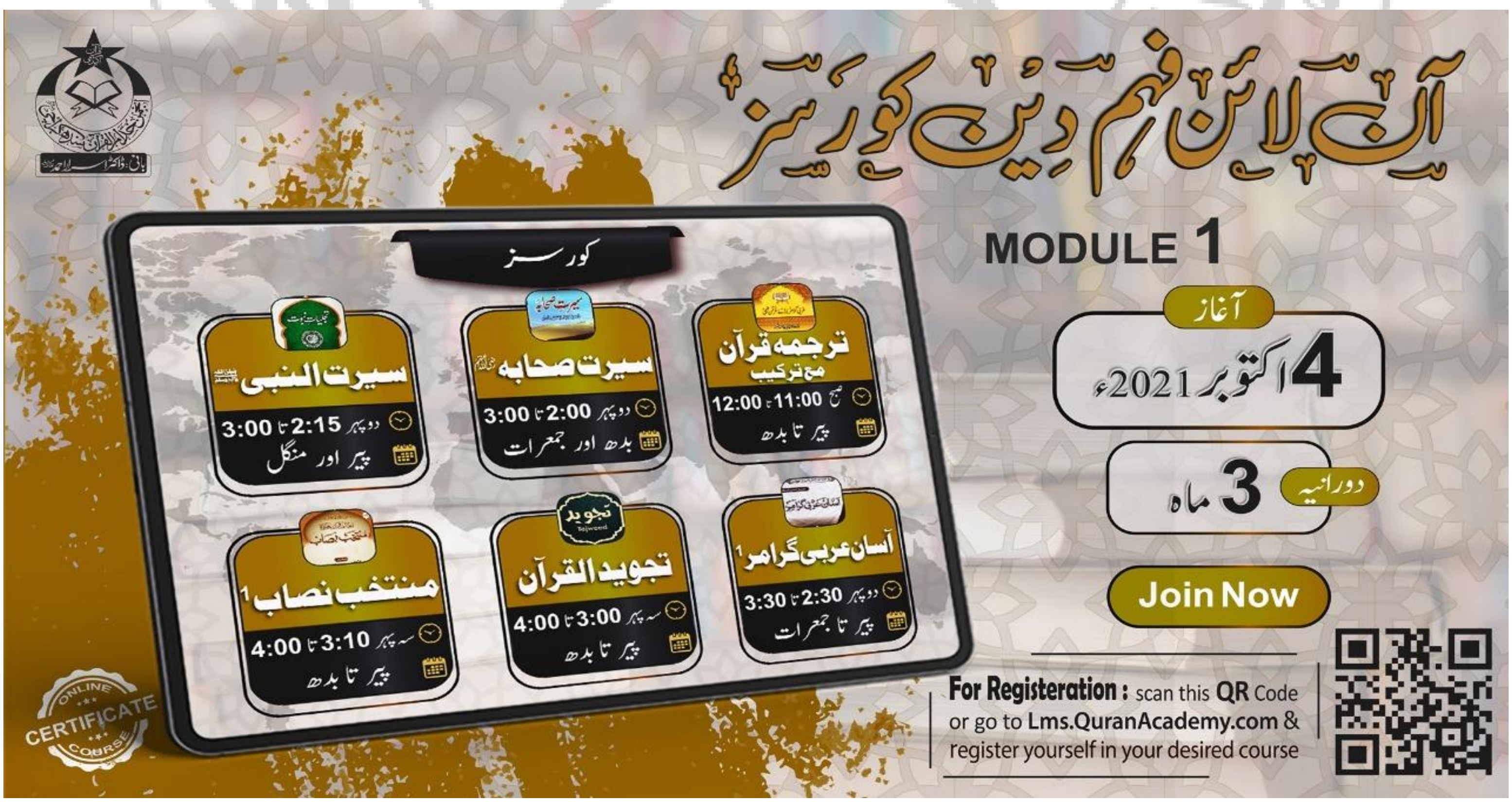

شعبۂ سمع و بصر

قرآن فورَم:

قرآن فورَم کے عنوان سے جاری ٹاک شو میٹرو وَن نیوز چینل پر ہر جمعہ دوپہر 1 بجے نشر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ قرآن اکیڈمی کے آفیشل فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل پر بھی ہر ہفتہ رات 8 بجے باقاعدگی سے اپ لوڈ کیا جاتا ہے۔ماہِ ستمبر 2021ء میں درج ذیل موضوعات پر پروگرام ریکارڈ کیے گئے:

صدقہ دینے کے آداب (سورۃ البقرۃ آیت 264)

قرض کے لین دین کی تحریر اور گواہی (سورۃ البقرہ آیت 282)

سود کی ممانعت (سورۃ البقرۃ: 278 تا 279 اور سورۃ آلِ عمران: 130)

کسبِ مال کے ناجائز ذرائع (سورۃ النساء: 29 اور سورۃ التوبہ: 34-35)

تذکیر ... برائے رفقائے تنظیمِ اسلامی

رفقائے تنظیم اسلامی کے لیے جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی جانب سے "تذکیر" کے عنوان سے مختصر پیغام پر مشتمل ویڈیوز کے سلسلہ میں گزشتہ ماہ درج ذیل موضوعات پر ویڈیوز ریکارڈ کر کے مرکز ارسال کی گئیں:

نفاذِ دینِ اسلام مہم

نفاذِ دینِ اسلام مہم کے بعد؟

جلسہ "نفاذِ دینِ اسلام: کیا- کیوں- کیسے؟"

12 ستمبر 2021ء کو تنظیمِ اسلامی کے تحت نفاذِ دینِ اسلام مہم کے سلسلہ میں ایک جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے "نفاذِ دینِ اسلام: کیا – کیوں – کیسے؟" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ جس کی ویڈیو ریکارڈنگ مرکز تنظیمِ اسلامی ارسال کی گئی۔اس کے علاوہ مذکورہ خطاب میں سے مختصر دورانیہ کے 16 کلپس بھی علیحدہ کر کے مرکز ارسال کیے گئے۔ مذکورہ پروگرام میں شعبہ کی جانب سے ملٹی میڈیا پریزنٹیشن اور ***Animations*** کی تیاری کے علاوہ ***SMD*** اسکرین اور ساؤنڈ سسٹم کے انتظامات کے ضمن میں معاونت بھی فراہم کی گئی۔

خطباتِ جمعہ:

ماہِ ستمبر 2021ء میں جامع مسجد شادمان میں درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگز مرکز ارسال کی گئیں:

معرکۂ حق و باطل میں مومن کا اصل سہارا

فکر و انجام آخرت

رحمان، قرآن اور انسان

کائنات عدل پر قائم — بندوں سے بھی قیامِ عدل کا تقاضا

روشنی (ریڈیو پاکستان):

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے امیرِ محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

اغراض و مقاصد انجمن خدام القرآن، سندھ، کراچی

انجمن خُدّامُ القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآنِ حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہو جائے اور اس طرح اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہو سکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج؛

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق؛

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت؛

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کر سکے۔

☆ ☆ ☆

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی دفتر انجمن خُدّامُ القرآن سندھ، کراچی، رجسٹرڈ B-375 علامہ شبیر احمد عثمانی ؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7-34993436-021